پروفیسر ڈاکٹر محمد یحیٰ صبا
Professor, Department of Urdu, Kirori Mal College, University of Delhi, Delhi

صوفیائے ہند کا تاریخی و ادبی مقام

خانوادۂ سلون کے روحانی، تہذیبی، اخلاقی اور ادبی و شعری نقوش

ملخص

ہندوستان میں چشتی سلسلہ کی بنیاد خواجہ معین الدین چشتیؒ نے 1192 کے آس پاس قائم کی۔ چشتیوں نے اسلام کو پھیلانے کی غرض سے ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک کا بھی سفر کیا شہروں سے قصبات تک اور قصبات سے دیہات تک انھوں نے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ خانقاہ کریمیہ سلون بھی اسی تحریک کا مرہون منت ہے۔ اس خانقاہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ صدیوں سے رشد و ہدایت اور علم و دانش کا منبع و مرکز رہا ہے اور ہر دور میں صوفیوں، مجتہدوں اور درویشوں کی بدولت اس کی نمایاں حیثیت رہی ہے۔ ہمارے وطن کی تاریخ میں صوفیائے خانقاہ سلون نے جس طرح اپنا کردار ادا کیا اور خدمات انجام دی ہیں وہ چشتیہ سلسلے کی سنہری روایات کا روشن ترین حصہ ہے۔ سچ یہ ہے کہ عالمگیر پیمانے پر چشتیہ سلسلے کا کوئی تصور خانوادۂ سلون خانقاہ کریمیہ کے بغیر نامکمل اور کسی حد تک معنویت سے خالی ہے۔

کسی بھی ملک کی تاریخ تہذیب کے آئینے میں شناخت کی جاتی ہے اور دیکھا یہ جاتا ہے کہ تہذیب کی اساس کیا تھی۔ کس حد تک اس میں اخذ و قبول کی صلاحیت تھی اور اس میں کس حد تک دوسرے تہذیبی دھاروں سے خود کو ہم آہنگ کرنے کی قوت تھی۔ ہندوستان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں مختلف تہذیبی دھاروں نے اپنی شناخت یا پہچان بنائی ہے۔ اور ہزار ہا برس کی اقوام عالم کی تاریخ اگر آج بھی زندہ ہے تو اس کی وجہ وہ تہذیبی دھارے ہیں جو ایک دوسرے سے اختلافات کے باوجود باہم ربطہ کے خصوصی جوہر اپنے اندر پوشیدہ رکھتے ہیں ان تمام تہذیبوں کے مختلف رنگ ہیں مگر سب رنگ مل کر

ہندوستانی تہذیب کی بنیاد کا پتھر قرار پاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے انسانی جسم میں ہاتھ کی انگلیاں ہوتی ہیں جو ایک دوسرے سے بڑی چھوٹی ہوتے ہوئے بھی ایک ہی ہاتھ کا حصہ ہوتی ہیں۔ سنگم پر گنگا اور جمنا کے پانی کا رنگ مختلف ہوتے ہوئے بھی ایک ہوتا ہے اوران نکات کی نشاندہی کا سب سے موثر ذریعہ تصنیف وتالیف ہے۔ کتابیں تہذیب وثقافت کی امین ہوتی ہیں اوراس کے ذریعہ ماضی کے ورثہ کو مستقبل کے لوگوں تک پہنچا کر کامیابی کی راہیں متعین کی جاتی ہیں انسانی تاریخ کے ہر عہد میں کتابوں کی اہمیت تسلیم کی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ بنی نوع انسان کی رشد وہدایت کے لیے خدائے پاک نے انبیائے کرام پر چار آسمانی کتابیں نازل فرمائیں، ان کتابوں کے نزول کو فرزندان آدم کے لیے نعمت اور ہدایت کا منبع ومرکز قرار دیا دنیا کی تاریخ میں پیغمبر، صحابہ کرام اولیا وصوفیا، شاعر وادیب اوران جیسی ہستیاں گزریں، ان سبھوں نے معاشرتی وانسانی نظام کی تشریح کتابوں کے ذریعہ ہی کی ''مسند فقر وارشاد'' سید ظہیر حسین جعفری کی ایک ایسی کتاب ہے جس میں انھوں نے تاریخ خانوادۂ کریمیہ نعیمیہ سلون کو جمع کر کے عہد حاضر کی کشاکشوں میں روشن ومنور خانقاہ کی اہمیت ومعنویت کا احساس دلایا ہے۔

ہندوستان میں چشتی سلسلہ کی بنیاد خواجہ معین الدین چشتیؒ نے قائم کی جو کہ پرتھوی راج چوہان کے زمانے میں 1192 کے آس پاس ہندوستان میں وارد ہوئے ان کے شاگردوں میں خواجہ بختیار کاکی خواجہ فریدالدین گنج شکر، خواجہ نظام الدین اولیا، خواجہ نصیرالدین چراغ دہلوی اوران جیسے بے شمار مشہور صوفی گزرے ہیں ان صوفیا اور اولیا کی اخلاقی بلندی کے نتیجے میں بہت سے کنبوں اور طبقوں نے اسلام قبول کیا۔ چشتیوں نے اسلام کو پھیلانے کی غرض سے ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک کا بھی سفر کیا شہروں سے قصبات تک اور قصبات سے دیہات تک انھوں نے رشد وہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ خانقاہ کریمیہ سلون بھی اسی تحریک کا مرہون منت ہے۔ اس خانقاہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ صدیوں سے رشد وہدایت اور علم ودانش کا منبع ومرکز رہا ہے اور ہر دور میں صوفیوں، مجتہدوں اور درویشوں کی بدولت اس کی نمایاں حیثیت رہی ہے۔ ہمارے وطن کی تاریخ میں صوفیائے خانقاہ سلون نے جس طرح اپنا کردار ادا کیا اور خدمات انجام دی ہیں وہ چشتیہ سلسلے کی سنہری روایات کا روشن ترین حصہ ہے۔ سچ یہ ہے کہ عالمگیر پیمانے پر چشتیہ سلسلے کا کوئی تصور خانوادۂ سلون خانقاہ کریمیہ کے بغیر نامکمل اور کسی حد تک معنویت سے خالی ہے۔

کتاب اوراس موضوع سے متعلق حوالہ جات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ صوفیائے خانقاہ

کریمیہ سلون جس کا شجرہ اس کتاب کے صفحہ 399 اور 400 پر دیا گیا ہے ان کا سلسلۂ طریقت خواجہ معین الدین چشتی سے جا کر مل جاتا ہے وہ صوفیائے خانقاہ کریمیہ سلون، جون پور، کانپور، بجنور، لکھنؤ، سنبھل کے علاوہ ہندوستان اور دنیا کے دیگر ممالک کے صحراؤں میں رہ کر عبادت وریاضت کرتے رہے خلق خدا کو اسلام کی دعوت دیتے رہے اور عوام الناس حمایت ومعاونت نیز انہیں روحانی غذا فراہم کرتے رہے اور آج بھی صوفیائے سلون کے ذریعہ یہ سلسلہ جاری ہے یہ لوگ چشتیہ سلسلے کے روح رواں ہیں ان سے عقیدت رکھنے والوں میں ہندو مسلمان سب شامل ہیں۔

اس کتاب میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ خانوادۂ سلون کے روحانی، تہذیبی، اخلاقی ادبی وشعری نقوش کو یکجا کیا جاسکے۔اس لیے اس کتاب میں خانقاہ سلون اتر پردیش ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان کی ان روایات اور تاریخ کو پیش کیا گیا ہے جس سے عالمی شرعی مذہبی تہذیب نے فائدہ اٹھایا ہے اور دنیا بھر کے صوفیوں، عالموں، دانشوروں نے خود سلون میں بیٹھ کر اور ہندوستان کے دیگر علاقوں میں گھوم کر وہاں کی تہذیبی و مذہبی بیماریوں کو سمجھا اور انہیں دور کرنے کے نسخے ایجاد کیے۔اس خانقاہ میں مذہب اسلام کے شرعی اصول وضوابط اور صوفیا کے کسب فیض کے اسرار ورموز پوشیدہ ہیں۔

سرزمین سلون ایسے بزرگوں سے بھری پڑی ہے کیسے خوش نصیب ہیں وہاں کے لوگ کہ جنہیں مولانا حافظ شاہ محمد مہدی عطا، حضرت شاہ محمد نعیم عطا، سید شاہ محمد حسین جعفری، مولانا سید شاہ احمد حسین اور ایسے ہی نہ جانے کتنے صوفیا کرام واولیائے اسلام کی قربت نصیب ہے اور ان کی قدمبوسی کے آسان وسیلے حاصل ہیں ان کی تعلیمات کے حصول کا سہل ترین راستہ حاصل ہے وہ فیض اور نظر کرم حاصل ہے جس کی بدولت دین ودنیا کی دولت میسر ہوتی ہے اسلامی عقیدہ ہے کہ خدا نے ہر صدی کے اواخر میں ایک ایسا انسان زمین پر بھیجنے کا وعدہ کیا ہے جو گردش وقت کے باعث پیدا ہوئی اخلاقی گراوٹ اور زوال پزیر مذہبی اقدار سے بنی نوع انسان کو ابھار کر سچے دین کو پھر سے قائم کرتا ہے یہی خدمات خدائے پاک نے صوفیائے سلون سے لیا ہے۔

خانقاہ سلون شریف اپنی قدامت کے باوصف نوادرات کا قدیم وکثیر سرمایہ اپنے پاس رکھتا ہے خانقاہوں میں عموماً بزرگان دین کا عمامہ، عبا، تسبیح، جائے نماز، کلاہ اور ذاتی استعمال کی چیزوں کے علاوہ خلافت نامے، کتابیں، بادشاہوں صوفیا کرام اور بزرگوں کی قدیم تحریریں مخطوطات وغیرہ محفوظ رہتی

ہیں، خانقاہ سلون کے صوفیا کرام عالم باعمل ہیں یہ روحانی شہنشاہ اور راہ طریقت کے بادشاہ تھے جن کے روحانی کمالات کا شہرہ چہار دانگ عالم میں ہے۔ انھیں تبحر علمی جاگیر میں ملی تھی ذمہ دار سرکاری عہدہ قبول کرنے کے باوجود ان بزرگوں نے صدیوں سے تزکیہ نفس، صفائے قلب فقر و قناعت، تبلیغ دین، تزکیۂ باطنی رشد و ہدایت، علم دین کی ترویج و اشاعت روحانیت کی تبلیغ اور کردار سازی کا کام بھی کیا اور مظلوموں کی دادرسی بھی کرتے رہے خود مصنف کتاب فرماتے ہیں۔

'ایسے عظیم المرتبت خانوادے کی تعلیمات، تبلیغی خدمات علمی اور روحانی کا وشیں تاریخی کتابوں، تذکروں اور سرکاری دستاویزات میں پھیلی ہوئی تو ہیں ہی عوامی حافظے کا جزو بھی بن چکی ہیں۔ خانقاہ سلون جہاں ہر سال عرس کے موقع پر تمام دنیا کے مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ زائرین بلا امتیاز مذہب وملت نذرانہ عقیدت پیش کرنے آتے ہیں یہ خانقاہ ہندوستان کے ان مقدس مقامات میں سے ہے جہاں بڑے بڑے بادشاہوں نے اپنا سر نیاز خم کیا ہے اس آستانہ پر ہر فرقہ ہر قبیلے کے لوگ کثیر تعداد میں حاضر ہوتے ہیں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ خانقاہ سلون پوری دنیا میں شہنشاہی کرتا ہے جو انسانی نسلوں کو قومی یکجہتی اور باہمی محبت کا درس دیتی ہے جو صوفیا ہائے سلون کا مشن ہے۔'

سلون کے صوفیوں کا یہ چشتیہ خاندان ایک زندہ متحرک اور ہر آن آگے بڑھتا ہوا نظام حیات ہے جو ہر عہد ہر خطہ اور ہر سطح کے مسائل کا حل رکھتا ہے جو آج بھی ایسا ہی قابل عمل ہے جیسا کہ اصحاب صفہ کہ زمانے میں تھا تزکیۂ نفس کی اہمیت انسانی زندگی میں آج بھی اتنی ہی ہے جتنی ازمنہ وسطی میں تھی ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کے اس امتیازی وصف سے دنیا کو اس کی ذہنی سطح کے مطابق روشناس کرایا جائے عہد حاضر کی عقل و منطق اور معیار کے مطابق اسے ثابت کیا جائے اور حکمت اور دانائی کے ساتھ اسے پیش کیا جائے یہ سلسلہ امن، میانہ روی، فراخ دلی اور رواداری کا علم بردار ہے۔

کتاب کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ ذوق نظر کا مسافر اپنی منزل مقصود تک پہنچ گیا جہاں خوب کی دریافت نے خوب سے خوب تر کی تلاش وجستجو کی کشمکش یک لخت ختم کردی ہے کسی کتاب کے حسن و جمال اور دلکشی و دل آویزی کا دار و مدار دو چیزوں پر ہوتا ہے ایک کتاب کا موضوع اور دوسرا

مصنف کا طرز بیان اور موضوع کا حق ادا کرنے کی اس کی اپنی ذاتی صلاحیت اور استعداد کسی کتاب میں یہ دونوں وصف جس درجہ کی ہوگی کتاب کی اہمیت اور اس کی افادیت بھی اسی درجے و مرتبے کی ہوگی۔

ظاہر ہے کہ جس کتاب کا موضوع صوفیائے کرام کی اعلی ذات وصفات ہو اس کے موضوع پر بات کرنا ہی لا حاصل ہے کیونکہ اس تذکرے کے پڑھنے سے جسم میں زندگی کی حرارت اور روح میں غیر معمولی بالیدگی اور تراوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔

انسانیت شرافت ونجابت کی اعلیٰ قدریں دل ودماغ میں راسخ اور مضبوط ہو جاتی ہیں۔ نیکی اور پرہیزگاری کا ولولہ پیدا ہوتا ہے اور جذبات سفلی سرد ہو جاتے ہیں۔ یہ کتاب تذکرہ ہے ان عظیم ترین شخصیات کا جو سراپا جمال وکمال اور مجسم خوبی ورعنائی ہے۔

حسن یوسف دمِ عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اب رہا کتاب کا دوسرا وصف یعنی مصنف کا طرز بیان اور موضوع کا حق ادا کرنے کی صلاحیت تو اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ اسی خانوادے سے تعلق رکھنے والے پروفیسر سید ظہیر حسین جعفری اس عہد کے نامور اہل نظر اور نہایت جید عالم وتاریخ داں ہیں۔ ان کی زندگی ایک بین الاقوامی دستور حیات ہے جو قرآن کے ابدی وصولوں کی تعبیر ہے۔ موصوف کا ایک ہی مدعا ہے کہ چشتیہ سلسلہ کو سمجھنے کے لیے صوفیائے سلون کے مشن کی روح کو سمجھنا لازمی ہے۔ جس کی رشد وہدایت کے شمع سے دنیا مستفیض و منور ہو رہی ہے۔ موصوف کا خاص میدان تاریخ ہے جس کے وہ نقاد بھی ہیں اس موضوع پر متعدد کتاب بھی زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں پھر بایں ہمہ جملہ اوصاف وکمالات اردو زبان وادب کے اسرار ورموز سے بخوبی واقف ہیں تاریخ اور ادب کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ بہت گہرا ہے ادبی مورخ کو اپنی تحریروں میں قدم قدم پر تاریخ کی ورق گردانی کرنی ہوتی ہے۔ سنین وشہود کے تعین کے علاوہ ان کی مطابقت کے لیے کاوش کرنی پڑتی ہے مختلف زبانوں میں اس طرح کے جدول موجود ہیں۔ جس سے یہ مشکل بہت حد تک دور ہو جاتی ہے اس بنا پر تاریخ اور ادب کے موضوع پر اردو میں قلم اٹھانے کا جو حق پروفیسر موصوف کا ہو سکتا ہے کسی اور کا نہیں علامہ اقبال نے کہا ہے کہ:

'اہل دانش عام ہیں کم یاب ہیں اہل نظر'

لٰہذاسی کم یاب اہل نظر کی فہرست میں پروفیسر سید ظہیر حسین جعفری کا نام شمار ہوتا ہے۔حالانکہ اس موضوع پر چھوٹی بڑی متعدد کتابیں اردو میں لکھی اور شائع کی جا چکی ہیں لیکن جو مرتبہ ومقام اس کتاب کی ہے وہ اظہر من الشّمس ہے۔ یہ واقعی مصنف کا کمال ہے کہ آج جبکہ تحقیق وتدوین کے نوع بہ نوع سامانوں کی فراوانی ہے۔اوراظہار و بیان کے اسالیب میں بھی طرفہ نیرنگی و بوقلمونی نظر آتی ہے۔اس کتاب میں مصنف کی تاریخ دانی علمی لیاقت اور قلم کی ضوفشانی وتابانی کی اپنی ایک منفرد حیثیت سے نمایاں ہے۔

اس کتاب کا امتیازی وصف صرف اس کا حسن بیان اور بلیغ طرز ادا نہیں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اہم خصوصیت یہ ہے کہ صوفیاہائے سلون کی جملہ خدمات کو جواسی خانوادے سے تعلق رکھنے والے اہل علم ونظر، دانشوروں، مفکروں اور عالموں نے قلم بند کیے ہیں نہایت محققانہ اور طویل مقدمے میں اصول جرح وتعویل کی روشنی میں ان سب ماخذ کا جائزہ لے کر صحت وسقم اور استناد وعدم استناد کے اعتبار سے ان میں سے ہر ایک کا مرتبہ ومقام متعین کیا ہے۔اسکے علاوہ مصنف نے خانقاہ سلون اور اس کتاب کے بارے میں جو اقتباس قلم بند اکیے ہیں اس سے کتاب کی اہمیت وافادیت میں اوراضافہ ہوجاتا ہے۔

شمالی ہندوستان میں چندہی ایسی خانقاہیں اور خانوادے ہوں گے جو اپنی تاریخ مستند ماخذ کے حوالوں سے اول تا آخر پیش کر سکتے ہوں خانقاہ کریمیہ سلون رائے بریلی برسر یرآرائے مستند ایک ایسا ہی خانوادہ ہے جو اس امر پر معنی فخر کر سکتا ہے کہ اس کی تاریخ مصدقہ تذکروں کے علاوہ شاہی فرامین خاندانی دستاویزات انگریزی افسروں کے سفر ناموں اوران کی کتابوں میں بکھری ہوئی ہیں۔اوران کا ماخذوں کا استعمال انگریزی کتابوں اوردیگر مطبوعات میں خوب ہوتا رہا ہے اور علمی دنیا ان چیزوں سے بخوبی واقف ہے۔

موصوف کی یہ کتاب ایک نادر وبیش قیمت تحقیقی دستاویز ہے۔ضرورت ہے کہ ہم صوفیا ہائے خانقاہ کریمیہ سلون کے مذہبی روحانی اسلامی اخلاقی تبلیغی،لسانی،ادبی وشعری محاسن کی حقیقی قدر دانی کا ثبوت دیں اوراس جانب سے عرفان جمیل کا قرار واقعی حق ادا کریں ان باشرع صوفیا نے انتہائی عظیم الشان انسانی، اخلاقی، روحانی اور تہذیبی خدمات کے ساتھ ساتھ زبان وادب کی بڑی خدمات انجام دیں ہیں ان کی عظیم مذہبی خدمات ایمانی استحکام کے ساتھ ساتھ روحانیت وروشن فکری، رواداری اولولعزمی اور عام انسانی ہمدردی کے اقدار کی حامل ہیں اور انہیں پروان چڑھانے والی مذہبی تبلیغی خدمات ہیں جس کی بطور خاص آج دنیا کو شدید ضرورت ہے۔

زیرنظر مضمون میں جہاں صوفیائے سلون کے حالات مفصل قلم بند کیے گئے اور ان کے مشن و خدمات پر بھر پور روشنی ڈالی گئی ہے وہیں ان کے علمی و ادبی ذوق کے متعلق بھی اظہار خیال کیا گیا ہے۔ چنانچہ ہر مناسب وقت پر ان اصحاف صوفیائے نے جو اشعار اپنے متوسلین کو سنائے یا اپنے خطوط و خطابات میں ذکر کیے ان کو بھی اس میں جمع کیا گیا کر دیا گیا۔ نیز اس کا خاص اہتمام کرتے ہوئے ان کے شعر و ادب، منقبت، مناجات، حمد و نعت اور دوہا وغیرہ کے لیے ایک مستقل عنوان بھی قائم کیا گیا ہے جو 'منظومات' کے نام سے صفحہ 305 سے لے کر 396 تک ایک طویل دَور تک پھیلا ہوا ہے۔ اس حصے کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر دم اللّٰہُ اللّٰہُ کی ضربیں لگانیوالے شعر و ادب کا بھی اعلا ذوق رکھتے تھے۔ اپنے محبوب کی شان میں اوروں کی طرح انھوں نے بھی نغمہ سرائی کی اور اپنی محبت کا اظہار کیا۔ مالک حقیقی بلکہ محبوب حقیقی سے وفا و صداقت میں سب سے بازی لے گئے۔ کلام نہایت شستہ، شگفتہ اور کوثر و تسنیم میں دھلا ہوا صاف نکھرا کلام ہے۔ جسے پڑھ کر جذبۂ ایمان تر و تازہ ہو جاتا ہے اور مالک حقیقی سے ان الفاظ کے ذریعے عجیب سی قربت کا احساس ہوتا ہے۔ گویا ہم مالک کے دربار میں ہیں اور مالک ہم پر کرم فرما ہیں۔ ہم نے ان مناجات، حمد و ثنا اور تعریفوں میں جن تمناؤں اور آرزؤں کو مانگا، وہ ہمیں مل رہی ہیں۔ یہ کیفیت الفاظ کی اندرونی تاثیر کے اثر سے پیدا ہوتی ہے ورنہ ہم دن بھر میں کتنے سے کتنا اچھا کلام سنتے ہیں، مگر اس کی داد بس محفل تک ہی محدود رہتی ہے مگر صوفیائے کرام کے کلام کا اثر تو ہماری زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیتے ہیں۔ یہ 'مناجات' کے اشعار ملاحظہ فرمائیں:

گنہ روز کرتے ہیں تیرے عباد
مگر تجھ سے پاتے ہیں اپنی مراد
تجھی سے ہے امید رحمت انھیں
تو کرتا ہے کیا کیا عنایت انھیں
حقیقت میں تیری عجب شان ہے
ترا ایک عالم پہ احسان ہے
تو حاجت روا ہے بدو نیک کا
کفیل اور ضامن ہے ہر ایک کا

کمی رزق دینے میں کرتا ہے کب
کہ ہیں تیرے بندے بدو نیک سب

اسی طرح کے متعدد ایمان افروز احساسات دل میں جگاتی یہ حمد و دیر تک چلی جاتی ہے اور جب قاری اختتام کو پہنچتا ہے تو اس کے دل غم والم، نامرادی ومحرومی اور افسوس وحسرت کے غبار اڑ جاتے ہیں اور ان کی جگہ امید وبیم، عزم وحوصلہ اور خدائی مدد کا دل فگار احساس جاگزیں ہوجاتا ہے۔ گویا انسان راہ مستقیم اور راہ نجات پالیتا ہے۔ اس کے دل کی کیفیت یک سر تبدیل ہوجاتی ہے۔

ایسا نہیں ہے کہ ان اصحاب نے صرف اردو میں ہی طبع آزمائی کی ہے بلکہ عربی اور فارسی میں بھی کمال کرتے ہوئے یادگاری شعری نمونے چھوڑے ہیں۔ اس باب کا 'القصیدۃ النعتیہ العربیۃ' اس کا بین اور منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس نعتیہ قصیدے کے یہ اشعار تو دل کھینچ کھینچ لیتے ہیں:

انت الذی بھر الانام جمالہ
والخلق تاھوا فنی سنیٰ معناکا
جبریل نادیٰ اعند بابک قائلاً
فی لیلۃ المعراج طاب سراکا
عمت لک النعماء کل خلیقۃ
بفضائل جلت فلیس تحاکا
قلبی الکئیب بکم یزید غرامۃ
ھل من مریب انہ یھواکا

اس طرح سے کوثر و تسنیم کی زبان سے دھلا نکھرا یہ قصیدہ آگے بڑھتا جاتا ہے اور اس میں گرہیں لگتی جاتی ہیں۔ اس کی لفظیات اور انداز بیان ان قدسی صفات اصحاب کی رسول اعظم و آخر صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں بے پناہ محبت و احترام کا بین ثبوت ہیں نیز ان کی قلبی حالت کا اظہار بے باک بھی۔ ان حضرات کے دلوں میں عقیدت رسول کا سمندر موجیں مارتا تھا بلکہ سچ بات تو یہ ہے کہ وہ ضیائے مصطفیٰ سے ہی روشنی حاصل کرکے اپنے شبستانوں اجالا کرتے تھے۔ رسول پاک کی خدمت میں ان کے یہ نذرانے ان کی عقیدت کے سچے گل ہیں جو ہمیشہ سرسبز وشاداب رہیں گے۔ ان کے علاوہ معراج

نامہ،سلام بحضور خیرالانام، فارسی نعتیں، نعتیہ غزل وغیرہ بہت خوب ہیں۔

ان کے علاوہ مخمس جیسی اردو شاعری کی صنف میں بھی طبع آزمائی کی گئی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ نہایت خوش اسلوبی سے اس صنف سے انصاف کیا گیا ہے اور اس میں ایسے جواہر پارے بیان کیے گئے ہیں جو پڑھتے ہی بنتے ہیں۔ حضرت محمد نعیم عطا سجادہ نشین ہشتم کے قلم گوہر بار سے نکلیں منقبتوں کا جہان تو عظیم ہستیوں کے ذکر سے مالا مال ہے جو وجہ تسکین قلوب اور افکار ہیں جن میں خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت غوث عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، محبوب اولیا والٰہی حضرت نظام الدین اولیاؒ وسلسلۂ چشتیہ کی دیگر عظیم الشان اور اہم ہستیوں کی منقبتیں شامل ہیں۔ اس حصے میں 'غزل بہار سلون' تو دلوں میں بس جانے والی غزل ہے۔ اس یہ اشعار پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں:

یوں تو کہنے کو ایک قصبہ ہے
شہر میں ہوگا پھر شمار سلون
ہے کریمی فیوض کا چشمہ
بہتی ہے نہر آبشار سلون
سر اعدا قلم ہوئے یکسر
جب چلی تیغ آب دار سلون
وہ بھی اک خوش نصیب انساں ہے
ہو میسر جسے جوار سلون
جو عقیدت سے آگیا یہاں
پھول ہے اس کے حق میں خار سلون

یہ اشعار تو بطور نمونہ اور مثال پیش کیے گئے ہیں ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس حصے کے تمام مشمولات، حمد، حمدیہ قصیدے، نعت، نعتیہ غزلیں، منقبت، قطعات، رباعیاں، سب ایک سے بڑھ کر ایک ہیں اور ان کا مطالعہ دلوں میں ایمان و یقین کے ولولے اور جوش بھر دیتا ہے۔ انسان اس عرفان کے حصول کے قریب تک پہنچ جاتا ہے جو مقصود بالذات و مقصد حیات ہے، بلکہ راز حیات بھی اسے

کہیے۔نورنکہت،ہی بادبہاری اورخوشگوارفضاؤں سے سجا یہ حصہ اس کتاب کا قابل قدر اور پرعظمت حصہ ہے جس سے کتاب کا حرف حرف روشن وتابندہ ہے۔

الغرض کتاب مذکور کا حصہ اول اور حصہ دوم دونوں ہی کتاب مذکور کی خاصے کی چیزیں ہیں نیز قارئین کے لیے اہم ترین سوغات بھی۔اس کے مطالعے سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ دونوں حیثیتوں سے ہی خانقاہ کریمیہ سلون کا مقام نہایت بلند اور اردو ادب کی خدمات جلیلہ کے ساتھ بندگان خدا کی نصرت و حمایت میں بھی اپنی مثال آپ ہے۔نیز اس کا فیضان عام جس سے ہر عام وخاص مستفید ہوتا ہے۔

☆☆☆